**داؤد عثمانی**
اُستاد، شعبۂ اُردو
گورنمنٹ ڈگری کالج، بلدیہ کراچی

# ماہنامہ ''عصمت'' کے سو (۱۰۰) برس: ایک مختصر جائزہ

**ABSTRACT**

**The 100 hundred years of *Ismat* : a brief overview**
**By Dawood Usmani, Dept. of Urdu, Baldia Degree College, Karachi.**

*Ismat* is an Urdu literary journal. It was launched in June 1908, exclusively for women's education and creating awareness for women's rights.
This article traces Ismat's 100-year journey and studies it's impact. The article also gives a brief historical perspective of women's Urdu magazines in the sub-continent.

اُردو رسائل کی تاریخ میں ایک صدی پہلے کئی رسائل نکلے اور وقت اور بدلتے حالات کی نذر ہوتے چلے گئے مگر ''عصمت'' مردانہ اور زنانہ رسائل میں واحد رسالہ ہے جو جون ۱۹۰۸ء سے اب تک جاری ہے اور اپنی روشن روایات کا امین بن کر خواتین کے لیے ایک ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ''عصمت'' ایک صدی سے اصلاحِ نسواں، حقوقِ نسواں اور تعلیمِ نسواں کے لیے آواز بلند کرتا ہوا خواتین میں سماجی، سیاسی اور معاشرتی شعور کو اجاگر کرتا آ رہا ہے یہی نہیں بلکہ وہ اُردو ادب کے شعری اور افسانوی ادب کے ذخیرے میں بھی قابلِ قدر اضافے کا باعث بنا ہے، جسے نہ کسی طور بھلایا جا سکتا ہے اور نہ نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

نسوانی صحافت کے ارتقا کے حوالے سے ڈاکٹر نسیم آرا کی کتاب میں دی گئی فہرست کے مطابق ماہنامہ ''عصمت'' کا ذکر اکیسویں نمبر پر آتا ہے۔ یوں ''عصمت'' سے پہلے شائع ہونے والے اخبارات اور رسائل اور گلدستوں کی ترتیب اس طرح ہے۔ ''مفید عام'' آگرہ، ۱۸۶۹ء، ''معلم'' حیدرآباد دکن، ۱۸۸۱ء، گلدستہ ''رفیق نسواں'' لکھنؤ، ۱۸۸۴ء، ''چراغِ کعبہ'' بمبئی ۱۸۸۵ء، ''شریف بیبیاں'' لاہور، ۱۸۹۳ء، ''شریف بی بی'' لاہور، ''معلم نسواں'' حیدرآباد دکن، ۱۸۹۴ء، ''تہذیب نسواں'' لاہور، ۱۸۹۸ء، ''سفیر قیصر'' میرٹھ، ۱۹۰۰ء، ''پردۂ عصمت'' لکھنؤ ۱۹۰۰ء، ''جلبابِ ناموس'' لکھنؤ، ۱۹۰۱ء، ''شمس النہار'' دہلی ۱۹۰۲، ''خاتون'' علی گڑھ ۱۹۰۴ء، ''مشیر مادر'' لاہور ۱۹۰۵ء، ''پردہ نشیں'' آگرہ ۱۹۰۶ء اور اس کے بعد ماہنامہ ''عصمت'' کا نام درج ہے جو علامہ راشد الخیری (۱۸۶۸ء۔۱۹۳۶ء) کی ادارت میں جاری ہوا (۱)۔

''عصمت'' کے اجرا کا ذکر شیخ عبدالقادر کے رسالے ''مخزن'' لاہور کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ اس کے ذریعے ہی علامہ راشد الخیری اور شیخ عبدالقادر کے دوستانہ مراسم قائم ہوئے تھے جو آگے چل کر رسالہ ''عصمت'' کے اجرا کا باعث بنے۔ یہ مراسم اس وقت بہت گہرے ہو گئے جب بیرسٹر بننے کے بعد عبدالقادر وکالت کے لیے لاہور سے دلی تشریف لائے تو رسالہ ''مخزن'' کا دفتر بھی اپنے ساتھ لا کر کوچہ چیلان میں منتقل کیا اور خود کچہری کے قریب کشمیری دروازے پر رہائش اور وکالت کے لیے دفتر قائم کر لیا۔ ''مخزن'' کی کارپردازی معاون ایڈیٹر شیخ محمد اکرام کے ذمے کی لیکن خود شام کو کچہری والے دفتر سے فارغ ہونے کے بعد راتیں کئی گھنٹے دفتر ''مخزن'' میں گزارتے تھے اور وہاں شام کو اکثر خواجہ حسن نظامی، شمس العلماء مولوی ذکاءاللہ، ملا واحدی، قاری سرفراز حسین، مسٹر آصف، آغا شاعر دہلوی، شیخ محمد اکرام، علامہ راشد الخیری اور علمی وادبی ذوق رکھنے والے نوجوان مل بیٹھتے اور محفلِ علم و ادب کو گرماتے ہوئے اُردو کی ترقی کے لیے صلاح مشورے بھی کرتے۔ علامہ راشد الخیری کو انھی مجلسوں میں ''عصمت'' کے اجرا کا خیال آیا جس کے متعلق شیخ عبدالقادر لکھتے ہیں:

> ''انھی دنوں میں دوستانہ مراسم کے علاوہ مولانا راشد الخیری نے دفتر ''مخزن'' کا کچھ علمی کام اپنے ذمے لے لیا۔ ان دنوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک رسالہ عورتوں کے فائدے کے لیے بھی جاری کیا جائے۔(۲)''

مشورے سے قرار پایا کہ مسز محمد اکرام اس رسالہ کی ایڈیٹر ہوں اور مولانا راشد الخیری اس کے لیے مضامین لکھیں جو لڑکیوں کے لیے خاص طور پر موزوں ہوں جنھیں پڑھنے سے انھیں دلچسپی بھی ہو اور ان کی معلومات میں بھی اضافہ ہو۔ بہت غور و فکر کے بعد اس رسالے کا نام ''عصمت'' تجویز ہوا(۳)۔

شیخ محمد اکرام نے رسالہ ''مخزن'' کے اپریل ۱۹۰۸ء کے شمارے میں ''عصمت'' کے اجرا کا اعلان کیا اور اس کے اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط بیان کرتے ہوئے لکھا کہ:

> ''غنیمت ہے کہ ملک میں جابجا زنانہ مدارس کے ذریعے اندر کی دنیا سے تاریکی دور کرنے کی کوشش شروع ہوئی ہے اور چند رسالے اور اخبار اس کوشش کی تائید پر آمادہ ہوئے ہیں۔ ان مدارس، اخبارات اور رسائل کے سامنے جو کام ہے وہ بہت اہم ہے اور اس کی بڑائی اور وسعت کے اعتبار سے ان کی تعداد اور قوت نہایت کم ہے چنانچہ ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنے مقدور کے موافق اس کام میں جسے وہ نیک سمجھے، مدد دے۔ اس لیے ہم بھی خدا کے توکل پر ایک ناچیز سی کوشش سے ان لوگوں کا ہاتھ بٹاتے ہیں جو پہلے سے اس مبارک کام میں مصروف ہیں اور اُردو میں

ایک رسالہ نکالنا شروع کرتے ہیں جو اس نظر سے دیکھا جائے گا کہ اُردو داں
مستوارت اسے آسانی سے پڑھ سکیں اور اس کے پڑھنے سے فائدہ اٹھا سکیں اس
رسالے کا نام ''عصمت'' ہوگا۔ رسالہ ''عصمت'' کا پہلا پرچہ ان شاء اللہ ۱۵ جون
تک شائع ہوجائے گا۔''

''عصمت'' نے عورتوں کے جذبات، ان کے خیالات کی اشاعت، ان کی ضروریات اور تعلیم کی حمایت میں ایسے مؤثر اور سبق آموز افسانے اور مضامین پیش کیے کہ وہ حقوق نسواں کی علامت بن گیا۔ بقول رازق الخیری کے ''اس کا پہلا پرچہ اس شان و اہتمام سے شائع ہوا کہ ہندوستانی پریس میں دھوم مچ گئی اور پہلا ہی پرچہ دیکھ کر تعلیم یافتہ عورتیں اس کی گرویدہ ہوگئیں (۴)۔

''عصمت''، علمی، ادبی اور فکری لحاظ سے تو معیاری تھا ہی ساتھ ہی اس کی ظاہری صورت بھی دیدنی تھی۔ کاغذ ولایتی چکنا، دبیز، بے نظیر کتابت، پتھر کی پاکیزہ صاف ستھری بلاک کی سی طباعت، سرورق لہریے دار، اعلیٰ درجہ کا گلابی مضبوط کاغذ، اس پر تین رنگ کی بہترین چھپائی، کالے حروف، سنہری بیل اور روپہلی حروف میں ''عصمت'' اور سرورق پر مہین کاغذ پھر میاں بیوی کی محبت کی بہترین یادگار تاج محل کی تصویر سے مزیّن۔ شاید ہی اس سے پہلے کسی رسالے کا سرورق اس قدر خوبصورت اور دیدہ زیب رہا ہو۔

''عصمت'' کے سب سے پہلے مضمون کا عنوان ہی 'عصمت' تھا جسے ایڈیٹر کی طرف سے علامہ مغفور نے خود تحریر فرمایا تھا لکھتے ہیں:

''اس رسالے کا نام عصمت رکھا گیا ہے کیونکہ ہر شخص کی بی بی کی سیرت کے لیے
عصمت سے زیبا تر زیور دنیا میں نہیں۔ حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت ہو
اور حسنِ سیرت زیورِ عصمت سے آراستہ ہوتو

زنِ نیک فرمانبردار و پارسا
کند مرد درویش را بادشا'' (۵)

ایسی عورت ماں باپ کے لیے سرمایۂ ناز، شوہر کے لیے حرز جاں اور بچوں کے لیے مقصود جہاں ہوتی ہے۔ پس ایسے رسالے کے واسطے جس کا مقصد ہندوستان کی شریف بیبیوں کی ترقی اور ان کی تعلیم و تربیت ہو یہی لفظ موزوں تھا کہ عورت کی بہترین صفت کو ہر وقت مدّنظر رکھا جائے ''عصمت'' کے پہلے پرچے کے مضمون اور مضمون نگار یہ تھے:

عصمت : ایڈیٹر

| | | |
|---|---|---|
| ہمارا تعلیمی نصاب | : | سیدہ امجہر بیا ازٹونک |
| ہماری موجودہ تعلیم | : | حمیدہ بانو صاحبہ از امرتسر |
| تعلیم وتربیت | : | دختر صاحبزادہ عبدالحمید خاں صاحب |
| گھر کی صفائی | : | فخر جہاں بیگم صاحبہ از دہلی |
| شہرت کی خواہش | : | مسزعبداللہ صاحب ازعلی گڑھ |
| اخبار اور رسائل | : | سکندر جہاں بیگم از دہلی |
| عصمت کا خیر مقدم | : | سلطان بیگم صاحبہ |
| ایک دلچسپ مکالمہ | : | بنتِ نذر الباقر صاحبہ |
| بچوں کا رکھ رکھاؤ | : | مولوی سید احمد صاحب، مؤلف فرہنگ آصفیہ |
| نند کا خط بھاوج کے نام | : | مولوی عبدالراشد صاحب الخیری |
| روضۂ تاج محل | : | شیخ عبدالقادر صاحب بی۔اے۔ |
| عصمت میں نظمیں کیسی ہوں گی | : | ایڈیٹر |
| شمع اور پروانہ | : | مسزممتازعلی صاحبہ، ایڈیٹر تہذیب نسواں |
| پیاری بہنو! | : | منشی درگا سہائے صاحب، سرور جہاں آبادی |
| کپڑا | : | منشی بالک رام صاحب بجواڑیہ |

’’عصمت‘‘ جس زمانے میں جاری ہوا علامہ راشد الخیری اس وقت سرکاری ملازم تھے ایڈیٹر، پرنٹر یا پبلشر کی حیثیت سے ان کا نام رسالے پر نہیں لکھا جاسکتا تھا۔ ۱۹۱۰ء میں جب انھوں نے ملازمت ترک کی تو ایڈیٹر کی حیثیت سے ان کا نام ٹائٹل پر لکھا جانے لگا۔

ماہنامہ ’’عصمت‘‘ کو ابھی آٹھ سال ہی ہوئے تھے کہ اس کے دفتر میں ایسی آگ لگی کہ سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا جس کا ذکر علامہ نے مارچ ۱۹۱۶ء کے پرچے میں اس طرح کیا:

> ’’خدا کی مرضی ہماری کوششوں پر غالب تھی۔ مارچ کا پرچہ مکمل ہو چکا تھا کہ رات کے ابتدائی حصے میں آگ لگی اور تمام کوششیں اور سرمایہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ آنکھیں تمام محنت برباد ہوتے دیکھ رہی تھیں مگر میں مشیت ایزدی پر صبر کر رہا تھا۔ اس نقصان نے کمر ہمت توڑ دی تھی اور بظاہر اس کی تلافی کی کوئی

صورت نہ تھی نہ امید ہے کہ ہوگی مگر بندے کا کام کوشش ہے اور اس کی تکمیل خدا کے ہاتھ ہے۔'' پھر ۱۹۱۹ء میں دوبارہ آگ نے ''عصمت'' کو اپنے لپیٹ میں لے کر بڑا نقصان پہنچایا''(۷)۔

جس کے تحت مالی مشکلات نے اپنا گھیرا تنگ کرلیا مگر حقوق نسواں، اصلاح نسواں اور تعلیم نسواں کی تحریک سے علامہ دستبردار نہیں ہوئے اور اشاعت بڑھانے کے لیے کبھی کوئی ایسی تحریر یا اشتہار شائع نہیں کیا جو ان کے اصولوں کے خلاف ہو، علامہ نے مالی مشکلات کا عزم و حوصلے سے مقابلہ کرتے ہوئے تحریک نسواں کے علم کو بلند رکھا اور اپنے مقصد میں آگے بڑھتے رہے۔

علامہ راشد الخیری نے مئی ۱۹۲۳ء میں ماہنامہ ''عصمت'' کی ادارتی ذمہ داری اپنے فرزند اکبر رازق الخیری (پ ۱۹۰۰ء۔م ۱۹۷۹ء) کے سپرد کی۔ جسے انھوں نے دسمبر ۱۹۷۹ء تک اپنی زندگی کا نصب العین بنا کر اس طرح نبھایا کہ اس کی اشاعت میں ایک دن کا بھی فرق نہ آیا اور پرچے کو انھی اصول وضوابط اور مقاصد کے تحت جاری رکھا جنھیں روز اوّل سے اپنایا گیا یعنی خواتین کو جہالت کے اندھیروں سے نکالنا، خانہ داری کے امور میں سلیقہ پیدا کرنا، تہذیبی وتمدنی، معاشی ومعاشرتی طور پر ان کی تربیت کرنا، ان کے حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کے لیے آواز بلند کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا اور لکھنے پڑھنے کی تحریک پیدا کرنا۔ بقول رئیس امروہوی:

> ''ماہنامہ عصمت کو صرف ایک رسالہ قرار دینا حقائق سے انکار کرنا ہے۔ یہ ایک تحریک تھی بیداریٔ نسواں کی پچھلے ۸۰ سال میں دنیا بدل گئی خود برکوچک کے خدوخال میں اتنا تغیر واقع ہوگیا ہے کہ ماضی کے متحدہ ہندوستان سے اس کے حال کی کوئی نسبت ہی نہیں لیکن عصمت کے کردار، اس کے پیغام اور اس کے مقام میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ یہ ایک ایسا چراغ ہے جو ہر قسم کی آندھیوں میں جلتا رہا ہے۔ عصمت کی حیثیت ایک رہ نما کی تھی اور ہے جو مسلم خواتین کی رہنمائی زندگی کے ہر شعبے میں کرتا ہے۔ ماہنامہ عصمت کی بدولت نجانے کتنی خواتین علم و ادب سے شناسا اور فکر ونظر سے آشنا ہوئیں۔ اس رسالے کی بدولت لکھنے والیوں (اور لکھنے والوں) کی ایک نہیں متعدد نسلیں وجود میں آئیں۔ تعلیم، تربیت، قومی و دینی شعور، تخلیقی ذہانت اور سماجی اصلاح کے نجانے کتنے سرچشمے ماہنامہ عصمت کے مضامین سے پھوٹے اور ایک دنیا کو سیراب کرگئے۔(۸)''

خواتین میں شدید تعلیمی پسماندگی کے باوجود اس رسالے نے لکھنے والی خواتین کی ایک بڑی جماعت پیدا کی۔ایسی ادبی روایت کی بنیاد ڈالی جس نے رواداری،شرافتِ نفس،مذہب،اخلاق اوراحساس توازن کے ضابطوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ معاشرتی اصلاح کی کوشش کی ۔ خاندان،کنبہ،ساس بہو کے جھگڑے،لڑائیاں،خاندانی چپقلش،بیماریاں،چھوٹی چھوٹی خوشیاں اور بڑے بڑے غم ہی جن کی زندگی ہے ان کے مسائل کوحل کرنے اور ادب کا حصہ بنانے میں ''عصمت'' نے بھر پور کردارادا کیااور ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرت کے اہم دور کی عکاسی اور زنانہ صحافت کے میدان میں اس طبقے کی نمائندگی بھی بڑی خوش اسلوبی سے کی۔ پردے میں بیٹھنے والی بیبیوں نے سماجی مسائل پر قلم اٹھایا اور بڑی لگن سے خالص اپنی طرز میں ادب تخلیق کرتی رہیں جو یقینا افادی ادب تھا ان محترم خواتین میں سرفہرست نذر سجاد حیدر،خجستہ بانو سہروردی،بلقیس بیگم،صغریٰ ہمایوں مرزا،لیڈی عبدالقادر،شائستہ اکرام اللہ،جہاں بانو نقوی،خورشید آرا بیگم،جمیلہ بیگم،امت الوحی،بیگم صوفی پاشا،نورالصباح بیگم وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

رسالہ عصمت کو اصلاح نسواں کے سلسلے میں مرد اہل قلم کا بھی تعاون حاصل تھا جن میں مولانا حامد حسن قادری،خواجہ فضل احمد شیدا دہلوی،علی تقی خاں خورجوی،ملا واحدی،فرحت اللہ بیگ،پریم چند،مینا زبیری،نیاز فتح پوری ،خواجہ حسن نظامی اور وقار عظیم کے نام شامل ہیں۔

عصمت مردانہ اور زنانہ رسائل میں وہ واحد رسالہ ہے جوایک صدی گزرنے کے بعد بھی جاری ہے یہ سب رازق الخیری کی چھپن سالہ ادارتی ذمہ داری کی مرہون منت ہے۔جرائد کے مدیران کی تاریخ میں رازق الخیری کے علاوہ ایسی کوئی ہستی نہیں جس نے اتنی طویل مدت تک کسی پرچے کی ادارت کی ہو۔رازق الخیری نے ''عصمت'' کواس سطح تک پہنچایا جس کے لیے علامہ راشد الخیری نے کوششیں کی تھیں۔رازق الخیری کی محنت اور لگن سے ''عصمت'' محض ایک رسالہ نہیں بلکہ ہمہ گیر تحریک بن گیا جس نے نہ صرف لکھنے والیوں کوجنم دیا بلکہ کئی نئے لکھنے والے بھی ''عصمت'' کے طفیل ہی ادب میں متعارف ہوئے۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی ''عصمت'' میں اپنے پہلے مضمون کی اشاعت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''عصمت ہمارے ہاں باقاعدگی سے آتا تھا اور چھوٹے بڑے سب اس رسالے کوشوق سے پڑھتے تھے۔میں نے سوچا اپنا مضمون عصمت کو بھیج دوں۔چنانچہ میں نے رازق الخیری صاحب کے نام بھیج دیا۔اگلے مہینے جب رسالہ آیا تواس میں مضمون چھپا ہوا تھا۔دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔پہلا مضمون اس طرح چھپ جائے تو خوشی تو ہونی چاہیے۔اس واقعے کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس سے رازق

الخیری صاحب کی شخصیت کے ایک پہلو پر روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے کہ رازق الخیری صاحب نئے لکھنے والوں کی ہمت افزائی کرتے تھے۔ بچوں تک کے تمام مضمون وہ رسالے میں چھاپ دیتے تھے۔ اس طرح بچوں کی ہمت افزائی ہوتی تھی اور ان میں لکھنے کا ذوق وشوق پیدا ہوتا تھا۔ اپنی زندگی میں بے شمار لکھنے والوں کی انھوں نے ہمت افزائی کی اور مسلمان عورتوں اور بچوں میں مضامین کی صورت میں اظہار خیال کرنے کا ولولہ اور حوصلہ پیدا کیا۔ اس طرح ہزار ہا گھرانوں میں لکھنے لکھانے کی فضا پیدا ہوئی اور ادب وانشاء کا پرچار ہوا۔(۹)''

رازق الخیری ایک با اصول اور طبقۂ نسواں کے سچے ہمدرد اور رہنما تھے۔ انھوں نے علامہ راشد الخیری کے مشن کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اسے اپنی زندگی کا عین مقصد ٹھہراتے ہوئے پوری طرح اس پر عمل پیرا رہے اور اس دوران آنے والی ہر مشکل کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے رہے اگر وہ چاہتے تو عصمت کی روش کو بدل کر اس کی اشاعت دوگنی کرکے مالی فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ بے ہودہ اشتہارات سے اشاعت میں اضافہ کر سکتے تھے۔ افسانوں اور مضامین میں رنگینی پیدا کرکے روپیہ کما سکتے تھے لیکن انھوں نے ایسا کچھ نہیں کیا کیونکہ اسلامی اقدار کی پاسداری ان کا مسلک تھا۔

پرچے کے اصول وضوابط اور مزاج پر انھوں نے کبھی سمجھوتا نہیں کیا۔ چاہے انھیں اس سمجھوتے سے مالی فائدہ ہی کیوں نہ ہوتا ہو، وہ اس کی پروا کیے بغیر ساری عمر پامردی اور استقلال سے اسی راہ پر گامزن رہے جس کا تعین روزِ اوّل سے کیا جا چکا تھا۔ رازق الخیری کی اصول پسندی کے متعلق محمد احمد سبزواری لکھتے ہیں:

''میری مولانا سے کافی بے تکلفی تھی جب وہ اپنے رسالے کی ناقدری پر تاسف کا اظہار کرتے تو میں کہتا کہ آپ اپنے اصولوں میں کچھ تبدیلی فرمائیں۔ وہ فرماتے کہ ہاں اب بڑھاپے میں کیا کروں گا میں نے اس وقت اپنے میں لچک پیدا نہیں کی جب بعض حلقوں نے عصمت کو ہندی میں بھی شائع کرنے کی پیش کش کی اور اس کے لیے کافی رقم غالباً ۲۰ ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا مگر ان کی دو شرطیں میرے اصول سے متصادم ہوتی تھیں اسی وجہ سے میں نے اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا۔(۱۰)''

بحیثیت مدیر رازق الخیری مضامین کے انتخاب میں سخت اصولوں کے پابند تھے جس کا اندازہ منشی پریم چند کے خط کے ان جملوں سے لگایا جا سکتا ہے جو انھوں نے رازق الخیری کے نام اپنے دو افسانے بھیج کر لکھے تھے:

''افسانوں میں دونوں ہی دور حاضر سے تعلق رکھتے ہیں ان میں خاندانی زندگی کا پہلو نہیں ہے اگر آپ کے رسالے کے قابل نہ ہوں تو بے تکلف واپس کر سکتے ہیں۔(۱۱)''

رازق الخیری نے اپنی چھپن سالہ ادارتی زندگی میں قارئین کو کبھی تاخیر اشاعت کی شکایت کا موقع نہیں دیا۔اس لیے ان کا شمار کامیاب ترین مدیران میں کیا جاتا ہے۔''عصمت'' کی باقاعدہ اشاعت کا انھیں کس قدر خیال تھا اس کی گواہی میں شان الحق حقی کا یہ لکھا ملاحظہ ہو:

''عصمت کے قارئین کو یہ بات بتانا تحصیل حاصل ہے کہ اس کی زندگی میں کبھی فرق نہیں آیا۔اکثر جریدے اشتہارات کی خاطر دنوں کے لیے اشاعت کو التوا میں ڈال دیتے تھے۔مولانا نے کبھی ایک دن کے لیے پہلی سے دوسری تاریخ نہ ہونے دی۔میں اس کا عینی شاہد ہوں کہ انہوں نے اشتہارات یہ کہہ کر رد کر دیے کہ پرچہ ایک دن کے لیے بھی روکا نہیں جا سکتا۔(۱۲)''

وقت مقررہ پر اشاعت کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوگی کہ ضعیف العمری اور بیماری کے باوجود ۱۹۷۹ء کے آخری ہفتے میں جنوری ۱۹۸۰ء کا پرچہ مکمل کر چکے تھے صرف ایک کاپی کاتب کے پاس تھی کہ وہ ۲۴ دسمبر ۱۹۷۹ء کو اپنے اس وعدے کو پورا کر کے دنیا سے رخصت ہوئے جو انھوں نے عصمت کے قارئین سے اپنے پہلے اداریے مئی ۱۹۲۳ء میں کیا تھا:

''اس پرچے کے ساتھ عصمت کی بے قاعدگی اشاعت کا خاتمہ ہوتا ہے۔نومبر اور دسمبر کے پرچے علیٰحدہ علیٰحدہ حسب معمول وقت پر شائع ہوں گے اور ان شاء اللہ آپ کو تاخیر اشاعت کی شکایت کا موقع نہ ملے گا۔جنوری ۱۹۲۵ء سے عصمت نہ صرف مہینے کے پہلے ہفتے میں ملاحظہ سے گزر جایا کرے گا بلکہ حسن مصوری وصوابی دونوں لحاظ سے آپ ضرور پسند فرمائیں گے۔کوشش جاری ہے۔تصاویر کا سلسلہ بھی سال نو سے شروع کر دیا جائے گا۔''

رازق الخیری کے وصال کے بعد ''عصمت'' کی ادارتی ذمے داری، آمنہ نازلی (پ ۱۹۱۴ء-م ۱۹۹۶ء)، صائمہ خیری (پ ۱۹۱۴ء-م ۱۹۹۷ء) اور طارق الخیری (پ ۱۹۳۸ء-م ۲۰۱۲ء) نے سنبھالی۔ان کے گزر جانے کے بعد یہ ذمہ داری محترمہ صفورا خیری نے سنبھال لی۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ ماہنامہ ''عصمت'' کو (جسے ان کے باپ دادا نے اپنے خون سے سینچ کر پروان چڑھایا ماں، بہن اس کی نگہداشت کرتے کرتے دنیا سے رخصت ہوئیں) مزید بلندیوں یوں

تک لے جائیں۔ ماہر القادری نے ''عصمت'' کی داستان کو اپنے اشعار میں کبھی اس طرح سمیٹا تھا:

کتنے تابندہ ستارے تھے جو ڈوب گئے
ہے اسی طرح مگر انجمن آرا عصمت
زلزلے آئے ، ہوائیں چلیں ، طوفان اٹھے
اپنے موقف پہ رہا بن کے ہمالہ عصمت
کس رسالے کی ہیں خدمات مسلسل ماہرؔ
منھ سے ہر شخص کے نکلا کہ رسالہ عصمت

**حواشی:**

(۱) اُردو صحافت کے ارتقا میں خواتین کا حصہ (کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۲۰۰۸ء)، ص ۶۔۷

(۲) ماہنامہ عصمت، راشد الخیری نمبر (دہلی: جولائی و اگست ۱۹۳۶ء)، ص ۶۱۔

(۳) ایضاً۔

(۴) عصمت کی کہانی (دہلی: عصمت بک ڈپو، ۱۹۴۶ء)، ص ۴ [بار سوم]۔

(۵) ماہنامہ عصمت (جون ۱۹۰۸ء)

(۶) رازق الخیری، ماہنامہ عصمت، سالگرہ نمبر، سوانح عمری، علامہ راشد الخیری (کراچی: جولائی۔اگست ۱۹۶۴ء)، ص ۱۲۷۔

(۷) عصمت کی کہانی، محولہ بالا، ص ۲۵۔

(۸) عصمت کی کہانی، ص ۷۔

(۹) عصمت، رازق الخیری نمبر (کراچی: ۱۹۸۱ء)، ص ۴۱۔۴۲

(۱۰) ایضاً۔

(۱۱) عصمت (کراچی: دسمبر ۱۹۸۷ء)، ص ۲۱۔

(۱۲) عصمت، رازق الخیری نمبر (کراچی: ۱۹۸۱ء)، ص ۵۴۔

**مآخذ:**


اُردو صحافت کے ارتقا میں خواتین کا حصہ، کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۲۰۰۸ء۔
ماہنامہ عصمت، راشد الخیری نمبر، دہلی: جولائی۔اگست ۱۹۳۶ء۔
رازق الخیری، ماہنامہ عصمت، سالگرہ نمبر، سوانح عمری، علامہ راشد الخیری، کراچی: جولائی۔اگست ۱۹۶۴ء۔
عصمت، رازق الخیری نمبر، ۱۹۸۱ء۔
عصمت کی کہانی، اگست ۱۹۸۸ء۔
عصمت کی کہانی، دہلی: عصمت بک ڈپو، ۱۹۴۶ء [بار سوم]۔
عصمت، دسمبر ۱۹۸۷ء، ص ۲۱۔